رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم با تو گر آئی بہ ایں در | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے للعہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۳ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ر

نمبر ۴۴ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۷ ذیقعد ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت نصیب اعدا ناساز رہی اس کی وجہ اور باعث اپنی تبلیغ اور اُس کے اثر کا حد سے زیادہ فکر تھا۔ اس طرح پر آپ کی اس دردمندانہ فکر نے ان لوگوں کو جنہیں دارالامان کی مبارک صحبت میسر ہے اپنے ارذل دیمار کا موقع دیا۔ اور ایک بار آنکھوں کے سامنے اس حالت کو پیش کر دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس فکر کے غلبہ کے باعث گذری تھی اور جس کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ

فی الحقیقت یہ قوم ہدایت پانے والے گروہ کے ساتھ جس خلوص ہوتی ہے اور اس کی وجہ اُن کی وہ شفقت ہوتی ہے جو خارق عادت طور پر انہیں دیجاتی ہے۔ بہرحال حضور کی طبیعت اب خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔ ۲۲ کی صبح کو آپ سیر کے لئے نکلے اور مسجد میں تشریف لائے۔ اسی حالت بیماری میں تصنیف کا کام بھی جاری رہا۔

۲۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام چند روز کے لئے ضرورتاً اپنے عزیز اور معزز بھائی میر محمد اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کے پاس لاہور تشریف لے گئی تھیں۔ ۲۱ دسمبر کی شام کو مع الخیر دارالامان واپس تشریف لے آئیں۔

۳۔ مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

۴۔ ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی بارش ہو گئی ہے جس کی وجہ سے سرزمین خاص طور پر چمک اٹھی ہے۔

۵۔ وہ دو نو لڑکے جن کو دیوانہ کتّے نے کاٹا تھا۔ کسولی کے پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں علاج کرا کر واپس آپہنچے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ خیریت سے گئے اور واپس آئے۔

اطلاع

اس دقت کو محسوس کر کے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو۔ یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ۔ غرضکہ سوائے لنگر خانہ کے روپے کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہئے ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہئے۔ لنگر کا چندہ اگر کسی اور چندے کے ساتھ شامل کر کے بھیجنا ہو تو اختیار ہو گا کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیجدیں اور محاسب اسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا۔ مگر اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو اور نیز مفصل ہدایت ہو کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس کی طرف سے کس کس مد کا ہے۔ میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یعنی اشاعت اسلام کا روپیہ ہے مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائیداد کی قیمت ہی جو رسالہ الوصیۃ کے ماتحت انجمن کو دی گئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا زمین کا محاصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے۔ غرضکہ پورے بسط کے ساتھ کوپن میں اس امر کو واضح کرنا چاہئے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے۔ تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دی جاویں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شایع ہوتی رہینگی۔ جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے اُسے ضروری ہوگا کہ فی الفور اپنی مرسلہ رقم کی تحقیق کرے ایسا ہی اگر مطبوعہ رسیدوں میں کسی قسم کی غلطی ہو یا کسی نام کا اندراج نہ ہو تو بھیجنے والے کا فرض ہوگا کہ فی الفور خط و کتابت کرے ۔

المشتہر

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

نوٹ ۔ اس امر کا یاد رکھنا از بس ضروری ہے کہ رسالہ الوصیت کے ماتحت کئی قسم کا چندہ ہے۔ شرط اوّل مقبرہ بہشتی کی یہ ہے کہ کچھ چندہ حسب حیثیت مقبرہ بہشتی کی زمین اور باغ اور دیگر لوازم کی طیاری کے لئے دینا ہوگا۔ سو یہ چندہ چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے۔ دوسری شرط وصیت کی یہ ہے کہ وصیت کرے یا جائیداد کی قیمت کر کے روپیہ داخل کرے یا آمد کا دسواں حصہ دے سو اسکو الگ سمجھنا چاہئے کیونکہ ان دونوں شرطوں کا

ملنے پر زمین رہا سہ دی مگر جب زر کا نقصان
دیکھا تو زر کی ہی خاطر زمین راے کو غلط
ثابت کر دیا جس سے ثابت ہو گیا کہ وطن کا
اسلامی خادم کہلانے کا اصل راز حضرت زر
ہیں نہ کچھ اور ورنہ یہ کارروائی اُس سے ہرگز
ہرگز سرزد نہ ہوتی کہ اُسی مُنہ سے ایک دفعہ کہتا
کہ قادیانی رسالہ عمیق اور فلسفیانہ تحقیقات
جیسے کہ اس زمانہ میں درکار ہے بیان کرتا ہے
اور دوسری دفعہ یہ کہ قادیانی رسالہ مستوجب کفر
اور عام مسلمانوں کی عقائد کا موجب ہے قصہ
مختصر یہ کہ یہ دونوں کام اُس نے محض زر کی خاطر
کئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ محض زر
کا شیدائی ہے بس ورنہ وہ اپنی پہلی رائے کا
ہرگز خاکہ نہ اُڑاتا۔

تاں ہم یہ بات شرح صدر سے تسلیم کرتے
ہیں کہ حضرت اقدس میرزا صاحب نے وہ الفاظ
بے شک سلطان المعظم کی نسبت بیان فرمائے
ہیں مگر وطن نے جو کارروائی کی ہے وہ ایسی
کارروائی ہے کہ اسلام کے سیاہ دشمنوں نے
بھی ایسا کبھی نہیں کیا کہ اسلام کی توہین و تردید
والی کتابوں کو اسلامی کتابیں بیان کر کے وطن
کی طرح لوگوں سے دوگنی تگنی قیمت وصول
کرنے کی ٹھانی ہو۔ میرزا صاحب کی کارروائی
اور اپنی کارروائی کو سامنے رکھکر خود ہی
غور کرو کہ کس نے توہین و تحقیر کا کام کیا ہے
میرزا صاحب نے افسوس سے وہ کلمات بیان
فرمائے ہیں اور اس کی تصدیق اس سے بھی
ہو سکتی ہے کہ جہاں پر حضرت ممدوح فرماتے
ہیں کہ جس وقت میں جیل خانوں کی رپورٹ
پڑھتا ہوں اور اُس میں مسلمانوں کی تعداد
جرائم پیشہ میں سب سے زیادہ پاتا ہوں
تو سخت قلق اور کرب و غم سے میرا سینہ
بھر جاتا ہے کہ وہ قوم جو رضوان اللہ کی
سند یافتہ تھی۔ وہ قوم جس نے اپنی مانجیت
اور مظفر و منصور ہونے کا لوہا اپنے دشمنان
دین کو منوا دیا تھا۔ وہ قوم جس نے انصاف
اور عدل سے زمین کو بھر دیا تھا۔ وہ قوم
جس نے پرہیزگاری و اتقا میں اعلےٰ درجہ
حاصل کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنا اعلےٰ درجہ
کا ربط ضبط قائم کیا تھا یعنے بالکل اللہ تعالیٰ
کے ہو گئے تھے اور سب کام خدا کے لئے
اور اُس کے دین اور جاہ و جلال کے لئے
تھا آج اُن کی ذریت ایسی پستی کے ننگ
مرتبے میں پڑی ہے کہ ایک ٹوبا بار
ہی ہے کہ کوئی عیب نہیں جو اُن میں نہ ہو

اور کوئی بدی نہیں جس میں ان کا اعلےٰ نمبر نہ
ہو۔ اسیر ضیوٹر اساہم اور لکھکر دکھلاتے ہیں
کہ مندرجہ بالا بدعنوانیوں سے بڑھکر یہ
ایک بدعنوانی بھی ہے کہ مسلمان کے فرزند
ہو کر مولوی کہلا کر مسلمانوں کے خادم ہونے کے
مدعی ہو کر مسلمانوں کا نمک کھا کر ایسی ایسی
کتابوں کو نادر اور مفید اور اسلامی
کتابیں بیان کر کے بیچنا شروع کر دیا کہ جس
میں سراسر اسلام کی توہین و تحقیر ہے مگر پھر
بھی اس کو قومی و دینی خدمت سمجھکر ضد
اور ہٹ دھرمی کی جاتی ہے آہ! آہ!!
آہ!!!۔ باقی پھر انشاء اللہ تعالیٰ۔

(محمد حسین احمدی لاہور چھاؤنی)

وصیت نمبر ۹۰

(۱) منکہ عبد اللہ ولد رحیم بخش قوم احمدی
ساکن موضع کوٹلی منڈی تحصیل سیالکوٹ کا
ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلاجبر
واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج
بتاریخ ۲ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے
کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد
صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع
گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے
ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید ...... اور
پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت
جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف
سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔
تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان تمام ہدایات
کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں۔ اور
ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط
اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ
الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی
طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن
احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع
قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ
کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے
میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا
میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد
شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت
ہذا میں پابند رہیں گے۔

۴۔ میری جایداد جو اس وقت حسب
ذیل ہے مبلغ [illegible] روپیہ نقد دیگر اس مادہ
گاؤ بمعہ وچھی جس کی قیمت اس وقت [illegible]
روپیہ ہے اور ایک اور وچھڑی جس کی قیمت
مبلغ [illegible] روپیہ ہے۔ و تھال و چھنہ لوٹا
جن کی قیمت [illegible] روپیہ ہے۔ اور سلسلہ
احمدیہ کی کتابیں جو مبلغ پانچ روپیہ کی ہیں یہ
کل رقم اکیس بیس روپیہ کی ہوئی۔ ان تمام
پر میرا اس وقت مالکانہ قبضہ ہے۔ اور اس
جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔

میں آج کی تاریخ سے جایداد کے متعلق یہ
وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میری
تمام جایداد کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ
قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن مذکور کا اختیار
ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد میری بقیہ جایداد
سے اس جایداد کو الگ کرے۔ یا اس میں
شامل رہنے دے۔ وہ اس کو فروخت کر کے
اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے
تو اس وصیت کردہ جایداد سے مفاد اُٹھا کر
اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور
ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک
متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی
ہو یا غیر اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی
تعلق نہیں اگر میری وصیت کردہ جایداد کی
قیمت آئندہ بڑھ جاوے گی۔ تو اس کی مالک
بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے
بعد میں اور کوئی جایداد پیدا کروں۔ علاوہ اس
جایداد بالا کے۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور
جایداد ماسوا جایداد مذکورہ کے میرے متروکہ
ثابت ہو تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی
میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر بیان
فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی
جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا
رہوں گا۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے
کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت ہی پڑھے۔
اگر میں قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں۔ یا کسی
اور جگہ دفن ہوں۔ غرضیکہ ہر حیثیت یہ وصیت میری
قائم رہے گی۔ فقط

گواہ شد
علی احمد احمدی ولد عبد اللہ احمدی ساکن کوٹلی منڈی
ضلع سیالکوٹ

العبد
عبد اللہ احمدی ولد رحیم بخش مرحوم کوٹلی منڈی تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد
محمد رمضان ولد غلام احمد ساکن بھڈال ضلع سیالکوٹ

گواہ شد
اسمٰعیل احمدی ولد غلام احمد ساکن بھڈال ضلع سیالکوٹ

وصیت نمبر ۹۵

۱۔ منکہ امام الدین احمدی ولد محمد صدیق
قوم دائیں عرف کشمیری ساکن موضع سیکھواں
تحصیل و ضلع گورداسپور کا ہوں میں اس
وقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ ..... بلاجبر
واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ
۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا
ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد
اس وصیت پر عمل ہو۔

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا
غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس
قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق
دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور
پیرو ہوں۔

۳۔ اور انھوں نے جو رسالہ الوصیت بتاریخ
۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو شائع فرمایا ہے۔ میں نے
تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں ان ہدایات کا جو
اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں
ان تمام ہدایات کا اور ضوابط اور قواعد کا
بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے
بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی
مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف
سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا
دیگر اغراض انجمن کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ
شائع ہونگے اور ایسا ہی میرے ورثا میری
وفات کے بعد ان ہدایات اور ضوابط اور قواعد
اور شرائط انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا
میں پابند رہینگے۔

۴۔ میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے
اراضی قریباً دس گھماؤں بعوض مبلغ [illegible] روپیہ کے
واقع سیکھواں تحصیل گورداسپور میں مشترکہ
جمال الدین و خیر الدین برادران حقیقی بحصہ برابر
بصورت رہن با قبضہ زیر قبضہ ہمارے ہے اور
ایک مکان واقع قادیان دار الامان مشترکہ بنا ان
مذکور۔ ملکیت ہمارا ہے بحصص مساوی مکان
مذکور کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ غرب شارع عام اور
چھپڑ فراخ شرق میں اور شمال مکان بہادر کشمیری
اور جنوب مکان منشی عبد العزیز پٹواری [illegible]

سیکھواں - اراضی و مکان مذکورہ بالا میں مظہر ثلث حصہ کا حق رکھتا ہے اور علاوہ ازیں مبلغ ۵۰۰ روپیہ نقد بھی ہیں اس میری جایداد مستحقہ میں میرا کوئی شریک اور جایداد مذکورہ میری خود پیدا کردہ ہے آج کی تاریخ سے جایداد مذکورہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں - کہ میری جایداد مذکورہ میں سے ۱/۵ حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے - انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ میری وفات کے بعد اس جایداد کو میری جایداد [illegible] الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے اور وہ اس کو فروخت کرے یا نہ کرے - تو اس وصیت کردہ جایداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے - غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک تصور ہے - میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی - میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں - اگر آج کی تاریخ کے بعد علاوہ جایداد مذکورہ بالا کے میری وفات کے بعد میری اور کوئی جایداد ثابت ہو - تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے - یعنے پانچویں حصہ کی - میری وفات کے بعد میرا جنازہ صرف احمدی پڑھے - میرے ورثا کو واضح ہو کہ میری وفات کے بعد میرا جنازہ صرف احمدی پڑھیں میرے ورثا کو واضح ہو کہ میری وفات کے بعد میری نعش کو بعد حصول اجازت مجلس کار پرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی کوشش کریں اگر وہاں کوئی روک پیدا ہو تو ان کے حکم کی تعمیل کریں - لیکن خواہ وہ روک کریں اور یا نہ کریں - میری وصیت میں یہ امر مخل نہیں ہے - میری وصیت پر اسی طرح عمل ہو جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں - فقط

گواہ شد
عبد العزیز احمدی پٹواری بقلم خود

گواہ شد
جمال الدین برادر حقیقی وصیت کنندہ بقلم خود

العبد
امام الدین ولد محمد صدیق قوم ارائیں ساکن سیکھواں
بقلم خود

گواہ شد
خیر الدین برادر حقیقی وصیت کنندہ بقلم خود

گواہ شد
فضل محمد احمدی ساکن [illegible] ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
استغفر اللہ - **وصیت** ۲۴۷ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

(۱) میں مسمی بشارت احمد ولد بشیر احمد قوم شیخ ساکن امرتسر بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۹ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - اور لکھ دیتا ہوں - کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو -

(۲) میں اقرار کرتا ہوں - کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں - اور ان کا مرید اور پیرو ہوں -

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ۲۴ دسمبر گذشتہ کو شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے - میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں - اور ایسا ہی ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا - جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہو یا آیندہ شایع ہونگے - میں اُن تمام کا اثر ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان کل ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے -

(۴) میری جایداد غیر منقولہ چونکہ اسوقت کوئی نہیں - اس لئے میں تفصیل جایداد نہیں دے سکتا مگر میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میری کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کا جو اسوقت موجود ہو ۱/۱۰ دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے - انجمن مذکور کو اختیار ہوگا - کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے یا اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جایداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن مذکور کو پورا کرے - (غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہوا) میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو - یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں - اگر میری جایداد وصیت کردہ کی آیندہ قیمت بڑھ جاوے - تو اس کی مالک بھی انجمن ہوگی -

(۵) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے - اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں - تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایت انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آیندہ شایع ہونگے - دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے -

(۶) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں - اُن اخراجات کی متحمل میری یہ جایداد وصیت کردہ جسکا ذکر بیچ فقرہ چہارم میں کیا ہو ہرگز نہیں بلکہ ان اخراجات کو حسب مشورہ مجلس کار پرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میری دیگر متروکہ جایداد میں سے جس میں وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی دیا جائیگا - اور میرے ورثا ان اخراجات کو ادا کرینگے مورد ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے - اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور ضروری ضرورت شرعی سمجھینگے -

(۷) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کی بنا کا مجھ اسوقت علم نہیں میری نعش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی لیکن یہ ضروری ہوگا - کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جب تک مجلس کار پرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن ہو سکتی ہے - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم اللھم اید الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل

(نوٹ) نیز میں اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتا ہوں کہ اپنی زندگی میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اعانت و اشاعت اسلام

ایڈیٹر صاحب سرستی کے نام ایک خط

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے مخالف

پریہ ور مہاشے ایڈیٹر صاحب سرستی

مَیں نے آپ کے معزز رسالہ سرستی کا اکتوبر ۱۹۰۶ء کا نمبر پڑھا۔ جس میں کسی مہندر لال صاحب نے نہایت نیک نیتی اور صفائی کے ساتھ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے اور جس کو آپ نے اپنے معزز رسالہ میں درج کرکے اپنی فراخدلی اور بے تعصبی کا ثبوت دیا ہے۔ خاتمہ مضمون پر آپ نے رسالہ میں ایک فٹ نوٹ لکھا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مرزا صاحب کے دعوے کی تردید میں جو کچھ لکھا گیا یا کیا گیا ہے اُس کا بھی کچھ ذکر ہو جاتا۔

کیونکہ آجکل اوتاروں کا بڑا زور ہے چنانچہ ضلع کانپور کے پنڈت سیتانند اگنی ہوتری لاہور میں دیو گورو بھگوان کے نام سے ظاہر ہوئے ہیں وغیرہ۔

خلاصتہً

آپ کے اس نوٹ کو پڑھ کر مینے ضروری سمجھا کہ ایک مختصر مضمون آپ کے پاس بھیجدوں۔ جس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ مرزا صاحب کی مخالفت میں کیا کیا گیا اور اس کا انجام کیا ہوا۔

شریمان ایڈیٹر صاحب! یہ امر تو آپ کو بہت ہوگا کہ جب سے سرشٹی اتپن ہوئی ہے تب سے ہی بھلوں اور بروں کے درمیان ایک یدھ جاری ہے۔ لیکن صرف یدھ ہی سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ چونکہ باہم مخالفت ہوئی اس لئے بھلے اور بُرے میں کوئی تمیز ہی نہیں ہو سکتی؟ نہیں یہی جنگ اور یہی مخالفت ایک چیز ہے جس سے آخرکار راستباز اور صادق کی سچائی پر مُہر ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کا اس مخالفانہ جنگ میں باوجود پوری بے کسی اور بے بسی کے کامیاب ہو جانا ہوتا ہے۔

ہمارا وشواس ہے کہ اس ملک ہندوستان میں بھی رشی مُنی پرمیشر کی طرف سے خلق اللہ کو مت مارگ پر چلانے کی ہدایت کے واسطے آتے رہے چنانچہ ان میں سے مثلاً گرو دوار گوپال میں کرشن جی اور سری مہاراج رامچندر جی جیسے بزرگ جب اصلاح خلق کے لئے آئے تو انکو بھی دکھ دیا گیا اور انکی مخالفت کیگئی مگر آخر وہ بامراد ہوئے اور انکے دشمن ذلیل اور خوار ہو کر ان کے سامنے ہلاک ہو گئے۔

اسی طرح دوسرے ملکوں میں جہاں جہاں ایسے لوگ خدا کی طرف سے آئے ان کی ہر طرح مخالفت کی گئی مگر ان کی مخالفت کا نتیجہ دشمنوں کی ہلاکت۔ **تباہی** اور ذلت نکلا اور انکی **فتح مندی۔ اقبال** اور **کامیابی** ہوا۔ اسکے لئے دنیا کا مذہبی اتہاس کافی شہادت دے سکتا ہے اور آپ اور آپ کے پاٹھک اس امر میں میرے ساتھ ضرور متفق ہونگے کہ نری مخالفت کوئی چیز نہیں ہوتی بلکہ مخالفت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ مخالفت ہی ان کی سچائی کے ثابت کرنے کا ایک گُر ہے۔

سونا اور **پیتل** تھوڑی دیر کے لئے اپنی چمک دمک میں برابری کا دم ماریں مگر جب انھیں زرگر آگ میں ڈالتا ہے تو ملمع سب کھل جاتے ہیں بلکہ اسی پرکار جب کوئی شخص خدا کی طرف سے آتا ہے تو ایک طرف اس کی مخالفت میں ہر قسم کی تدابیر کی جاتی ہیں دوسری طرف وہ ان مخالفتوں میں صحیح و سلامت نکل جانے کی پیشگوئیاں کرتا ہے۔ اور انجام **صادق** کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔

پس جبکہ یہ اصولی بات ہے اور جسکا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا تو یہ امر بہت صاف ہے کہ ضرور تھا کہ مرزا صاحب کی بھی مخالفت ہوتی۔ اور وہ **مخالفت** ہی ثابت کرتی کہ **وہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔**

مرزا صاحب کی جس کتاب **براہین احمدیہ** کا آپ کے رسالہ میں ذکر ہے اس کتاب ہی میں صفحہ ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ میں عظیم الشان پیشگوئیاں کی گئی تھیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ تیری ہنسی کریں گے ان کے لئے اللہ کافی ہوگا۔ اور مخالفوں کو چیلنج کیا گیا ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ میرے خلاف جو تدابیر چاہو کرو پھر تم دیکھ لوگے کہ خدا کس کے ساتھ ہے اور یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ لوگ گورنمنٹ میں جھوٹی مخبریاں کرکے ڈرائینگے اور قوم کو قتل پر آمادہ کرینگے۔ مگر تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے تیرا کچھ بھی بگاڑ نہ سکینگے۔ اور تیرا کچھ بھی نقصان نہ ہوگا۔ اور ایسا ہی فرمایا گیا تھا کہ دنیا میں نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اور پھر یہ پیشگوئی بھی کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کی ہر قسم کی شرارتوں اور ان کے قتل کے منصوبوں سے بھی محفوظ رکھیگا۔

غرض اسی قسم کی نہ ایک نہ دو بلکہ صدہا پیشگوئیاں براہین احمدیہ میں موجود ہیں جن میں خطرناک مخالفت کی خبر دی گئی تھی۔ پس مرزا صاحب کی مخالفت عامہ کا ہونا اس اصول کی رو سے (کہ **صادق** کی مخالفت ضرور ہوتی ہے) تو ضروری تھا ہی لیکن ان پیشگوئیوں کے موافق بھی جو خدا کی طرف سے تھیں مخالفت کا ہونا لازمی امر تھا۔

چنانچہ مرزا صاحب کی مخالفت شروع ہوئی اور بڑے زور سے ہوئی۔ اور یہ مخالفت مشترکہ اور اجماعی قوت سے ہونے لگی ابتدا میں جب مرزا صاحب نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ مسلمان جو اس پیشگوئی کی حقیقت سے ناواقف تھے بگڑ بیٹھے اور بڑے زور شور سے مخالفت شروع کی ان کی مخالفت کا زبردست پہلو یہ تھا کہ مرزا صاحب پر **کفر** کا فتوے لگوایا جاوے کیونکہ اُنھوں نے اپنی خیال میں یہ سوچا کہ جب کفر کا فتویٰ لگ جائے گا تو عام مسلمانوں کا رجوع بند ہو جائیگا اور کافر سمجھکر لوگ اُن کے پاس نہ جائینگے اور یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

بے شک ایک دُنیا دار اور مادہ پرست کے نزدیک یہ تجویز کاری حربہ تھی اس سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے مگر **صادق** کے لئے تو یہ بھی ترقی کا ایک نشان تھا اس **فتنہ کفر** کی خبر پہلے سے براہین میں شایع ہو چکی تھی۔ جونہی کفر کا فتویٰ لگا خدا تعالیٰ کی بات پوری ہوئی۔ اگرچہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کافر کافر کا شور مچایا گیا لیکن اس شور میں کوئی ایسی تاثیر مخفی تھی کہ لوگ کھچے ہوئے چلے آتے تھے چاہئے تو یہ تھا کہ اس شور سے نفرت بڑھجاتی مگر بجائے نفرت کے **قبولیت** بڑھی اگر مفصل اس فتنہ کا ذکر کیا جاوے تو یہ مضمون طویل ہو جاوے اس لئے مختصر ہی کافی ہے۔

مسلمان تو اس طرح پر بدظن کئے گئے۔ اور ان کو دشمن بنایا گیا۔ کفر کے فتووں کیساتھ قتل کا فتویٰ بھی دیا گیا جبکہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ آئے دن ہزاروں قتل کے وقوعے ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ قتل ہو جاتے ہیں جن کی حفاظت کا بڑا سامان ہوتا ہے تو **مرزا صاحب** کا قتل کر دینا کسی دیوانہ سر کے لئے مشکل نہ تھا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کا قتل ثواب کا موجب قرار دیا گیا ہو لیکن خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کو دیکھو کہ کسی کو اسپر قابو نہ ملا اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کے قبل از وقت کہا گیا تھا وہ نشان پورا ہوا کہ قتل پر کسی کو قابو نہ ملے گا اور خدا تعالیٰ حفاظت کرے گا۔

جب ان صورتوں سے بھی کامیابی فریق مخالف کو نہ ہوئی۔ تو گورنمنٹ کے ہاں مخبریاں کرنی شروع کیں اور مختلف اور بیہودہ اور محض جھوٹی باتیں بنا کر گورنمنٹ کو بدظن کرنا چاہا۔ مگر خدا تعالیٰ نے جیسا کہ دشمنوں کو اس موقع پر بھی نامراد رکھنے کی پیشگوئی کی تھی وہ نامراد رہے اور گورنمنٹ کو کوئی وجہ بدظنی کی نہ ملی۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایسی عادل اور زیرک گورنمنٹ کے عہد میں ہیں۔

جب اس منصوبے میں بھی ناکامی ہوئی تو پھر مخالفت کا ایک اور پہلو اختیار کیا گیا وہ **مقدمات** میں پھنسانا اور سزا دلانا تھا۔ مقدمات کی آفت معمولی آفت نہیں ہوتی ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیسی مصیبت ہے مخالفوں نے یہ سوچا کہ مقدمہ بازی سے جہاں مالی **نقصان** ہوگا وہاں یہ اپنے کام سے بھی رُک رہینگے اور سزا ہوگی تو ہمیشہ کے لئے چھٹی ہوئی مگر خدا تعالیٰ نے اپنی چمکار دکھلائی جیسا کہ وعدہ کیا تھا ہر مقدمہ سے پہلے خبر دی گئی اور اُس کے نتیجہ سے اطلاع۔ بتاؤ کیا یہ امر انسانی طاقت میں ہے کہ ایسے وقت کسی امر کی خبر دے کہ اُن کا کوئی وجود اور باعث بھی نہ ہو۔ اور پھر اُس کے انجام سے خبردار کر دے **پہلا مقدمہ** ایک خطرناک مقدمہ کی صورت میں اُٹھایا گیا۔ یہ مقدمہ قتل کا مقدمہ تھا اور اس میں مستغیث ایک پادری ڈاکٹر کلارک تھا جو اپنی جماعت میں سرگروہ اور مشنری تھا اُس نے بیان کیا کہ مرزا صاحب نے ایک شخص کو میرے قتل کے لئے بھیجا ہے چنانچہ جس شخص کا نام انھوں نے لیا اُس نے شہادت دی کہ بیشک مجھے بھیجا ہے یہ مقدمہ نہایت زور شور سے اُٹھایا اور اس میں آریہ اور مخالف **مسلمان** بھی پادری کے ساتھ ہو گئے۔ اور مقدمہ روئداد کی بنا پر ثابت بھی ہو گیا مگر خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی کہ میں بری کر دونگا اس لئے حضرت اقدس کو ذرا بھی پرواہ نہ تھی

آخری دفعہ پر جہاں مقدمہ سپرد ہونا تھا خدا تعالیٰ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے دل پر اپنا تصرف دکھایا اور اُس نے کپتان پولیس کو جو انگریز تھا از سر نو تفتیش کے لئے کہا اور کہا کہ میرا دل تسلی نہیں پکڑتا چنانچہ جب اُس نے پھر تفتیش کی تو قاتل ہی نے آخر اقرار کر دیا کہ مجھے سکھایا گیا تھا مجھے نہ مرزا صاحب نے قتل کے لئے بھیجا اور نہ میں قتل کے لئے آیا۔ آخر وہ سب کے سب نامراد ہوئے۔ اور عزت و احترام کے ساتھ حضرت اقدس بری ہوئے۔

پھر دوسرا مقدمہ مالی نقصان پہنچانے کے لئے **ٹیکس** کا کیا گیا کہ ان کی آمدنی بہت ہے ٹیکس لگانا چاہئے چنانچہ [illegible] ٹیکس تجویز ہوا۔ مگر جب عذرداری ہوئی اور مسل ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس گئی تو اُس نے نہایت وضاحت اور صفائی سے حضرت اقدس کے بیان کو صحیح قرار دیکر مقدمہ خارج کر دیا اور ٹیکس سے بری کیا۔

تیسرا مقدمہ پھر ایک خطرناک مخالف مولوی محمد حسین نے اُٹھایا جس نے [illegible] سلسلہ کے مٹانے کے لئے ہر طرح کی تدبیریں [illegible] راستہ روکنے کے لوگوں کو منع کیا کفر کا فتویٰ شایع کیا۔ اور جو تجویز اس سے [illegible] کی عیسائیوں کی گواہی دی۔

لیکن جب کوئی صورت نہ رہی تو آخر حفظ امن کی ضمانت کی درخواست کی کہ مرزا صاحب سے اندیشہ ہے اس لئے زیر دفعہ [illegible] ضابطہ فوجداری ان کی ضمانت [illegible] اس مقدمہ میں پولیس بھی مولوی محمد حسین کی مددگار تھی۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ نے جیسا خبر دی تھی ویسا ہی ہوا اور مرزا صاحب بری ہو کر آئے۔

اس کے بعد پھر مقدمات کا ایک عام طوفان اُٹھا۔ اس میں مرزا صاحب اور اُن کے مریدوں پر مقدمات کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا۔ اور **مسلمان۔ آریہ۔ عیسائی** سب ملکر شریک ہوئے۔ اور یہ مقدمات ایک غیر ضلع جہلم میں شروع ہوئے۔ ان مقدمات کی تہ میں یہ بات بھی تھی کہ چونکہ غیر ضلع میں ہیں اسکے آمد و رفت میں ہزاروں روپیہ کا نقصان ہوگا۔ مگر وہ خدا جو اپنے بھگتوں اور پریمیوں کی ہمیشہ سے مدد کرتا آیا ہے ان مقدمات کی وجود سے بھی دو سال پہلے خبر دے چکا تھا اور بریت کی خبر بھی دے چکی تھی چنانچہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۳ء کو یہ مقدمات جہلم میں ہونے والے تھے کہ ۱۵ جنوری کو ایک کتاب مواہب الرحمان میں شایع کر دیا گیا کہ **میں بری ہوں گا** اور ۱۷ کو یہ کتاب جہلم میں بھی شایع ہو گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی ہی پیشی پر وہ مقدمات **خارج** ہو گئے پھر اس کتاب کی بنا پر ایک مقدمہ حضرت اقدس کے خلاف شروع ہوا۔ اور بعض مقدمات آپ کے مریدوں کی طرف سے اظہار حق کے لئے دائر ہوئے تو اُن کے انجام کی خبر آپ نے شایع کر دی اور انجام کار خدا تعالیٰ نے آپ کو **بامراد** کیا اور دشمن اس منصوبے میں نامراد رہے۔ اب قابل غور امر ہے کہ کیا یہ انسانی طاقت میں ہے کہ ایسے وقت میں جب کسی بات کے وجود کے آثار نہ ہوں اس کی خبر دے اور پھر خود تمام دُنیا کا نشانہ ہو اور اپنی ہی **کامیابی** کی پیشگوئی کرے اور دشمن باوجودیکہ انکی طاقت بہت بڑی ہو وہ ناکام ہوں۔

یہ **صادق** کا نشان ہوتا ہے اور یہی نصرت اس کی سچائی کی دلیل اور گواہ ٹھیرتی ہے۔

غرض مقدمات کے اس لمبے سلسلے میں ہر جگہ خدا تعالیٰ نے نصرت دی۔ ایسا ہی ایک موقعہ پر خاص قادیان میں ایک دیوار کے ذریعہ آپ کا اور آپ کے خدام کا رستہ بند کیا گیا اور گویا محاصرہ کر دیا۔ اس ابتلا کی خبر دی گئی اور جیسا کہا گیا تھا آخر جن لوگوں نے دیوار بنائی تھی انھیں اپنے ہی ہاتھوں سے اسے گرانا پڑا۔ اور خرچ الگ دینا پڑا مگر اس کی فیاضی دیکھو کہ دشمن کو وہ خرچ معاف کر دیا۔

یہ تو مخالفت کا ایک پہلو ہے جس میں سب کے سب نامراد اور یہی **بامراد** ہوا۔ کوئی دقیقہ مخالفت کا باقی نہیں رکھا گیا مگر کسی میں مخالف کو کامیابی نہیں ہوئی۔

اب مخالفت کا ایک اور پہلو ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے دعوے کو مشتبہ اور مشکوک کرنے کے لئے کئی جھوٹے دعویدار اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انھوں نے بھی کہا کہ ہمیں خدا تعالیٰ سے الہام ہوتا ہے انھوں نے اپنے الہامات کے ذریعہ یہ ظاہر کیا کہ یہ شخص کاذب (معاذ اللہ) ہے اور جلد ہلاک ہو جائے گا۔ مگر انکی دعاؤں ان کے الہامات کا اثر انھیں پر پڑا اور ہر شخص جو مقابلہ میں آیا ہلاک ہوا۔

فیروزپور کے ضلع میں ایک **صوفی** اہل اللہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اکثر لوگ ان سے ارادت اور عقیدت رکھتے تھے اُس نے مرزا صاحب کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی۔ اور آپ حج کو چلا گیا رستہ ہی میں فوت ہو گیا۔

علی گڈھ میں مولوی اسمٰعیل نام ایک دشمن اُٹھا اور اُس نے حضرت اقدس سے مباہلہ کیا جسکا مفہوم ہوتا ہے کہ **صادق** اور **کاذب** میں خدا تعالیٰ خود فیصلہ کرتا ہے **صادق** کی عزت ظاہر ہوتی ہے اس کی تائید اور نصرت کی جاتی ہے اور کاذب اسکے سامنے ہلاک ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی مر گیا۔

پھر قصور ضلع لاہور کا ایک مخالف مولوی غلام دستگیر نام تھا اُس نے حضرت کی مخالفت میں مکہ مدینہ سے کفر کا فتویٰ منگوایا اور اس کی زندگی کا یہی مقصد ہو گیا تھا کہ جہاں جاوے مخالفت کرے۔ اُس نے اپنی کتاب میں مباہلہ کیا اور ابھی کتاب کو چھپے ہوئے ایک مہینہ بھی نہ گذرا تھا کہ مر گیا۔

چراغدین جموں والے کا ذکر خود پہلے مضمون میں ہو چکا ہے اس شخص نے بھی مباہلہ کیا اور ابھی کتاب شایع بھی نہیں ہوئی تھی کہ طاعون سے جیسا کہ حضرت اقدس نے شایع کیا تھا ہلاک ہو گیا۔

ایسا ہی ایک دو نہیں بلکہ بہت سے آدمی مقابلہ میں آئے اور انھوں نے موت کا مزا چکھا۔

یہ تو انڈیا کا حال ہے ہندوستان سے باہر بھی بعض مدعی پیدا ہوئے۔ انگلستان میں **پگٹ** ایک شخص تھا اس نے مسیح ہونے کا دعوے کیا۔ حضرت اقدس نے توجہ کر کے اسکے متعلق ایک پیشگوئی شایع کی کہ اسے عذاب ہوگا۔

چنانچہ تھوڑے ہی دنوں بعد وہ ایک شرمناک الزام زناکاری میں متہم ثابت ہوا۔ اور اس زنا کا ایک بچہ پیدا ہو گیا اور اب اسے کوئی جانتا بھی نہیں۔

امریکہ میں ڈاکٹر ڈوئی ایک شخص اُٹھا اور اس نے یسوع مسیح کا رسول ہونے کا دعوے کیا۔ حضرت اقدس نے اسکے اس جھوٹے دعوے پر اسے مقابلہ دعا کے لئے چیلنج دیا۔ جس کو امریکہ کے اخباروں نے چھاپا اور شایع کیا اور ایسی غیرت دلائی مگر وہ مقابلہ کے واسطے نہ آیا اور بدزبانی سے کام لیا۔ اس کا جو انجام ہوا وہ خطرناک اور عبرت بخش ہے۔ **سب سے** اول ولد الزنا ثابت ہوا اور خود اُس نے تسلیم کیا پھر اُس کی **بیوی** کا چال چلن خراب ثابت ہوا۔

اور آخر خود اس کے اپنے ہی مریدوں میں اس کے خلاف خطرناک شور مخالفت اُٹھا اور اُسے اپنے شہر کو چھوڑنا پڑا۔ اور ہر قسم کی نامرادیوں میں مبتلا ہو گیا۔ اور خود اسکے اپنے وجود پر خطرناک امراض کے حملے ہو رہے ہیں۔ اور وہ **مایوسی۔ حسرت** اور **ناکامی** کی مجسم تصویر بن رہا ہے۔

اسی طرح پر جو شخص مخالفت کے لئے اُٹھا وہ اپنے طریق مخالفت میں نامراد رہا اور خود اسی قسم کی مصیبت میں مبتلا ہوا۔

یہ امر بھی واضح کرنے کے قابل ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ایسے وقت دعوی الہام و ماموریت کیا جبکہ کوئی ایسا دعویدار موجود ہی نہ تھا۔ جس سے یہ شبہ ہو سکتا کہ انھوں نے کسی کی دیکھا دیکھی ایسا کیا۔ اور ایسا ہی جس قدر دعویدار آپ کے سامنے اُٹھے اُنھوں نے آپ کی ریس کر کے اور اس حق کو مشتبہ کرنے کے لئے جھوٹے دعوے کئے لیکن نامراد ہو کر رہ گئے تاکہ تم ثابت ہو جاوے کہ چونکہ خدا **مفتری** کو مہلت نہیں دیتا اور اسے نامراد رکھتا ہے اس لئے جھوٹے دعوے کرنے والے نامراد ہوئے اور راستباز کامیاب ہوا۔ اور آپ کی طبیعت خلوت گزین اور تنہائی کو ایسی عزیز رکھتی تھی کہ اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گوشہ تنہائی میں بسر کیا اور اگر شہرت یا جاہ طلبی کی خواہش ہوتی تو اپنے **جلیل القدر خاندان** کے باعث اعلیٰ درجہ کی ترقی کر سکتے تھے چنانچہ آپ کے بڑے بھائی صاحب خاندانی **وجاہت** کی وجہ سے گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک **مقتدر** عہدہ دار تھے اور یوروپین آفیسر اُن کی بہت بڑی عزت کرتے تھے۔ لیکن حضرت اقدس کو دُنیا اور اس کی مشیختوں سے ہمیشہ نفرت رہی۔ اس وقت بھی جبکہ لاکھوں آدمی آپ کی کفش برداری کو اپنا فخر سمجھتے ہیں آپ بے تکلف حلقہ خدام میں بیٹھتے ہیں کوئی امتیازی نشست آپکے لئے نہیں ہوتی۔ بجز اسکے کہ آپکا **درخشاں چہرہ**

اور یہ رعب نورانی شکل دور سے آنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی مخالفت کا جس قدر میدان وسیع ہوا میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ اس کی نظیر موسوی سلسلہ کے نبیوں میں میں نہیں ملتی۔ مسلمان مہدی کے دعوے سے ناراض ہوئے اور علماء اور فقراء کی علمی اور عملی غلطیاں جب آپ نے حکم ہونے کی حیثیت سے پیش کیں تو وہ اور بھی مخالف ہو گئے۔ دنیادار مسلمان جو پولیٹیکل معاملات میں حصہ لیتے ہیں وہ اپنے رنگ میں مخالف ہوئے۔ کسی نے اعیان ٹرکی کے متعلق بعض صحیح اور برمحل رائیں کو سنکر مخالفت کا جوش پیدا کیا۔ کسی نے کسی اور پہلو سے آریوں کی مخالفت بجائے خود بہت خطرناک ہے اس لئے کہ آریوں کے خیالی مذہب کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔ عیسائیوں کی مخالفت کی تو حد ہی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعوے ہے اور عیسائی مذہب کے ابطال کے لئے خاص طور پر خدا نے آپ کو مامور کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں جو علم کلام آپ نے ایجاد کیا ہے اور جس راہ سے اس مذہب پر حملہ کیا ہے وہ ایسا کاری حربہ ثابت ہوا ہے کہ خود یورپ کے عیسائی اخبار (مذہبی مراد ہے) چلا اٹھے ہیں کہ اگر یورپ کو عیسائی رکھنا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ پنجاب میں مرزا غلام احمدؐ (ایدہ اللہ الاحد) نے جو طریق تنقید اختیار کیا ہے اسے کسی طرح سے رد کو۔ اس قسم کے مضامین گرچہ کئی اخبار میں شایع ہوئے ہیں جب سے سیالکوٹ میں کھلے طور پر کرشن مہاراج ہونے کا اعلان کیا ہے اس وقت سے آریوں نے پرانے ہندوؤں کو بھی مخالفت کے لئے اکسانے میں کمی نہیں کی۔ غرض ہر طرف سے مخالفت کی گئی اور کی جا رہی ہے مگر یہ اس مخالفت میں ہی سرسبز ہو رہا ہے یہ معمولی امر نہیں بلکہ بڑی قابل غور بات ہے کہ ایک آدمی کی مخالفت سے انسان عاجز آ جاتا اور گھبرا اٹھتا ہے مگر یہ دل کس قوت اور طاقت کا دل ہے کہ اسپر کوئی مخالفت اثر ہی نہیں کر سکتی اور انکا قدم رکتا نہیں بلکہ ہر قدم پہلے سے بڑھکر اٹھتا ہے۔ یہ قابل غور بات ہے اور ایسی عظیم الشان اعجاز ہے اپنا خارق

عادت استقلال منصوبہ باز اور متفنی کو نہیں دیا جا سکتا۔ کیا وہ لوگ جنہوں نے پچھلے دنوں روس کی مملکت کے حالات پڑھے ہونگے نہیں سوچ سکتے کہ اتنی بڑی سلطنت کا خود مختار بادشاہ ایک مخالفت کا مقابلہ نہ کرکے کس طرح پر خانقاہوں میں اپنی زندگی بسر کرنے کا تہیہ کر رہا تھا۔ پس جب عام مخالفت سلاطین تک کے دلوں کو ہرا دیتی ہے تو ایک عام آدمی کا اس کا مقابلہ کرنا کہاں ممکن ہے؟ کبھی نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہے اور اسی کیطرف سے ایسا ثابت قدم اور استقلال عطا ہوتا ہے جس کو دنیا کی کوئی آفت کوئی مصیبت متزلزل نہیں کر سکتی وہ شیروں کے پنجروں میں بھی اسی خدا کی حمد کرتے اور تلواروں کے سایہ میں بھی پیغام ربانی پہنچانے سے نہیں رک سکتے۔ کوئی آگ انہیں ہراساں نہیں کر سکتی اور ملک و قوم کے اخراج کی دھمکی ان کے لئے کارگر نہیں وہ جو کچھ لیکر آتے ہیں اسے پھیلاتے ہیں اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طاقتوں سے تولتے ہیں اور ان کی پشت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔

پس میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مرزا صاحب کی مخالفت نہیں ہوئی بلکہ مرزا صاحب کی مخالفت کا پہلو آپ کی سچائی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اس پہلو میں بھی ہزاروں نشان آپ کی صداقت کے ہیں لیکن مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید اتنے لمبے مضمون کی آپ کے رسالہ میں گنجائش نہ ہو اس لئے میں اسی پر بس کرتا ہوں۔ ہاں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ کانپور کے ضلع کے جس پنڈت اگنی ہوتری کا ذکر آپ نے کیا ہے کہ وہ دیو گورو بھگوان کا اوتار بنے ہیں یہ آپ کو معلوم نہیں وہ تو سرے سے خدا ہی کے منکر ہیں تو اوتار کیسے؟ انھوں نے اوتار ہونے کا دعوے نہیں کیا وہ دہریہ ہیں اسلئے اسپر زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

آخر میں یہ عرض کرنا بے محل نہ ہوگا کہ میں آپکے سمجھدار اور حق کے طلبگار ناظرین سے یہ استدعا کروں کہ جناب مرزا صاحب کا دعویٰ معمولی دعویٰ نہیں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آنے کے مدعی ہیں اور انھوں نے اعلان کر دیا ہے کہ جس مہدی کے مسلمان منتظر ہیں وہ میں ہوں اور جس مسیح کے عیسائی منتظر ہیں وہ میں ہوں اور جس کلنگی اوتار کے ہندو منتظر ہیں وہ کرشن رودر گوپال میں ہوں اور اس دعوے کے ثبوت میں

(۱) ضرورت وقت۔ (۲) خود مامور کی اپنی بے عیب اور پاک زندگی (۳) وہ نشانات جو پہلے سے مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں اس وقت کے لئے بتلائے گئے تھے ان کا پورا ہونا (۴) خود اس کے ہاتھ پر ہزاروں نشانات کا ظاہر ہونا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہیں (۵) ایسے دعوے کے وقت کسی اور مدعی کا موجود نہ ہونا (۶) اس کے دعوے کے بعد بہت سے جھوٹے دعویداروں کا پیدا ہونا اور آخر اس کے مقابلہ میں نامراد رہنا۔ (۷) اسکی تعلیم اور اسکے نتائج (۸) اس کی مخالفت کا شدید ہونا اور پھر اس مخالفت کا بالکل بے اثر رہنا اس کی ترقی میں موجب روک نہ ہو سکنا۔ (۹) ہمیشہ تائیدی نشانوں کا دروازہ کھلا رہنا (۱۰) اب بھی اگر کوئی مدعی جھوٹا دعوے الہام و وحی کا کر کے مقابلہ کے لئے آئے تو اسکا یقیناً نامراد رہنا۔ یہ دس قسم کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جو چاہے اس راہ پر چلکر فایدہ اٹھا سکتا ہے۔

سرستی کے معزز ناظرین میں سے اگر کوئی مزید واقفیت حاصل کرنا چاہے تو وہ قادیان ضلع گورداسپور میں خود تشریف لے آئیں یا بذریعہ تحریر بھی فایدہ اٹھا سکتے ہیں۔ میں اس مضمون کو یہاں ختم کر دیتا ہوں اور سرستی کے فاضل ایڈیٹر صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اسے اپنے معزز رسالہ میں درج کر دیں گے اور حق پسندوں کی جماعت کو شکرگذاری کا موقع دیں گے۔

(یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان)

شرقیوں اور غربیوں میں اخلاق کے مفہوم کا فرق

بیان کیا جاتا ہے کہ جوزف الف سمتھ جو عیسائی فرقہ مارمن کا پیشوا ہے بجرم کثرت ازدواج گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کے سزا پانے میں بعض شکوک ظاہر کئے جا رہے ہیں۔ اس بات کا خوف ہو رہا ہے کہ شاید وہ شادیاں ہی ثابت نہ ہوں۔ اور عورتیں اس سے تعلق مناکحت کا انکار ہی کر دیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بصورت ثبوت نکاح وہ مستوجب سزا ٹھہرے گا اور اگر ان کا تعلق ناجائز یعنی زناکاری کا ثابت ہوا تو وہ بری ہو گا۔ یہی ایک بڑا فرق مشرقی اور مغربی دنیا کے مفہوم اخلاق میں ہے۔ یعنی مسلمانوں اور عیسائیوں میں جو مفہوم اخلاق ہے وہ اسی امر سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی اسلامی عدالت میں پیش ہو کر زنا کے ارتکاب کا اقبالی ہو تو وہ سخت ترین سزا پانے کا مستوجب ٹھہریگا۔ لیکن وہی اقبال اگر ایک عیسائی عدالت میں کرے تو اس کے لئے بریت کا ذریعہ ہو گا۔ اگر قدیم زمانہ کے نبیوں اور داناؤں نے کوئی تعلیم نیکی کی دی ہے اور خود عیسائیوں کے جدید ترین معتقدات میں بھی یہ بات داخل ہے کہ قرآن کی تعلیم نیکی کی ہے تو اس کے رو سے زنا چونکہ تمام بدکاریوں سے گندہ ترین گناہ ہے اس لئے اس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو عملی طور پر عیسائی دین کے رو سے اگر ایک بیاہا ہوا عیسائی کسی غیر عورت سے چاہے تو بیشک ناجائز تعلق رکھے۔ اور جب تک کہ وہ عورت دوسرے کسی نام سے موسوم ہے اس وقت تک اس کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنے میں عیسائی دین کو کوئی اعتراض نہیں۔ ہم لوگ جو مشرق میں رہتے ہیں اہل مغرب کے اس مفہوم اخلاق کی عظمت اور خوبی سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ اور اسی طرح یہ بات سمجھنے سے بھی ہمارے دماغ بہت دور ہیں کہ کثرت ازدواج کیوں گناہ ہے اور ایسی حالت میں ایک انسان زنا کے ارتکاب کا اقبال کر کے کیونکر چھٹکارا پا سکتا ہے؟ یہ تو حقیقت میں مردوں اور عورتوں کے درمیان ناجائز تعلقات کے عملی طور پر جواز کی اجازت دینا ہی ہے۔ (ریویو آف ریلیجنز)

خطبۂ نکاح

جو حضرت مولوی نورالدین صاحب نے ۵ نومبر ۱۹۰۶ء کو بعد از نماز عصر صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کے نکاح پر پڑھا

الحمد للہ۔ نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ۔ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا۔ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔[1]

اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیرا ونساءً واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً۔ یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم۔ ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما (پارہ ۲۲ رکوع ۶) یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (پارہ ۲۸ رکوع ۶)

خطبۂ نکاح میں ان آیات کا پڑھنا مسنون ہے اور ہمیشہ سے مسلمانوں کا اس پر عمل درآمد چلا آیا ہے ان آیات میں تقویٰ کا حکم ہے۔ تقویٰ سے مراد اول عقاید کی اصلاح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں کوئی شریک ہے اور نہ افعال میں کوئی شریک ہے۔ عبادت میں اس کا کوئی شریک بنانا ناجائز ہے۔ یہ عقاید میں مرتبہ اول ہے اور مرتبہ دوم ملائکہ پر ایمان لانا ہے۔ ملائکہ ہمارے دلوں پر نیکیوں کی تحریک کرتے ہیں۔ جو شخص اس تحریک کو قبول کرتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کا تعلق ملائکہ کے ساتھ بڑھتا ہے اور پھر ملائکہ زیادہ سے زیادہ نیک تحریکات کا سلسلہ اس کے دل کے ساتھ لگائے رکھتے ہیں۔ جو لوگ شیطان کی تحریک بد کو قبول کرتے ہیں ان کا تعلق شیطان کے ساتھ بڑھتا ہے اور جو لوگ ملائکہ کی تحریک نیک پر عملدرآمد کرتے ہیں ان کا تعلق ملائکہ کے ساتھ بڑھتا ہے۔ بیٹھے بیٹھے بغیر کسی بیرونی محرک کے جو انسان کے دل میں ایک نیک کام کے کرنے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرف توجہ ہو جاتی ہے وہ فرشتے کی تحریک ہوتی ہے اور جو بد خیال دل میں اچانک پیدا ہو جاتا ہے وہ شیطان کی تحریک ہوتی ہے۔ جس طرف انسان توجہ کرے۔ اسی میں ترقی کر جاتا ہے۔ ملائکہ پر ایمان لانے کا مطلب یہی ہے کہ جب کسی کے دل میں نیک تحریک پیدا ہو تو فوراً اس نیکی پر عملدرآمد کرے۔ برخلاف اس کے جب بد خیال دل میں آئے تو لاحول پڑھنا اور اعوذ پڑھنا اور بائیں طرف تھوکنا شیطان کی شرارت سے بچاتا ہے کیونکہ شیطان طرف راست سے نہیں آتا وہ راستی کا دشمن ہے بلکہ ہمیشہ طرف چپ سے آتا ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور ملائکہ کی نیک تحریکات سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی کتاب کو تدبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور مرسلین کا نیک نمونہ اختیار کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ صراط مستقیم پر قدم مارنے کی توفیق دیتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرتے ہوئے مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کی نعمت کے حصول تک پہنچ جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی توحید اور ملائکہ پر ایمان کے بعد تیسری بات ایمان بالآخرۃ ہے۔ جزا و سزا کا عقیدہ انسان کے واسطے ترقی کا موجب ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو یہ ترقی بتدریج انسان حاصل کر سکتا ہے۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ترقی کے واسطے بہت سے سامان باآسانی مہیا کر دئیے ہیں۔ دیکھو خدا تعالیٰ کا مامور ہمارے سامنے موجود ہے اور خود اس مجلس میں موجود ہے۔ ہم اس کے چہرے کو دیکھ سکتے ہیں یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ ہزاروں ہزار ہم سے پہلے گذرے جن کی دلی خواہش تھی کہ وہ اس کے چہرہ کو دیکھ سکتے پر انھیں یہ بات حاصل نہ ہوئی اور ہزاروں ہزار اس زمانہ کے بعد آئینگے جو یہ خواہش کرینگے کہ کاش وہ مامور کا چہرہ دیکھتے پر ان کے واسطے یہ وقت پھر نہ آئیگا یہ وہ زمانہ ہے کہ عجیب در عجیب تحریکیں دنیا میں زور و شور کے ساتھ ہو رہی ہیں اور ایک ہل چل مچ رہی ہے۔ عربی زبان دنیا میں خاص طور پر ترقی کر رہی ہے۔ کتابیں کثرت سے شایع ہو رہی ہیں۔ وہ عیسائیت کی عمارت جس کو ہاتھ لگانے سے خود ہماری ابتدائی عمر کے زمانہ میں لوگ خوف کھاتے تھے۔ آج خود عیسائی قومیں اس مذہب کے عقاید سے متنفر ہو کر اس کے برخلاف کوشش میں ایسے سرگرم ہیں۔ کہ یخربون بیوتھم بایدیھم کے مصداق بن رہی ہیں۔ اور شرک کے ناپاک عقاید سے بھاگ کر ان پاک اصول کی طرف اپنا رخ کر رہے ہیں۔ جن کے قایم کرنے کے واسطے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔

یہ سب واقعات قرآن شریف کی اس پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کر رہے ہیں کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ تحقیق ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ جیسا کہ الفاظ کی حفاظت یاد کرنیوالوں اور لکھنے والوں کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔ ویسے ہی معانی کی حفاظت مجددوں کے ذریعہ سے ہوئی اور ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ موجود ہے۔ مگر خوش قسمت وہی ہے جو ان باتوں سے فائدہ اٹھائے جذبات نفس پر قابو رکھ کر خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے مساکین اور یتامیٰ کو مال دیوے قسم قسم کے طریقوں سے رضاء جوئی اللہ تعالیٰ کی خیال کرے ایک وقت کا عمل دوسرے وقت کے عمل سے بعض دفعہ اتنا فرق رکھتا ہے کہ اول مہاجرین نے جہاں ایک مٹھی جو کی دی تھی بعد میں آنیوالا کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا دیتا تھا تو اس کی برابری نہ کر سکتا تھا۔ سائل کو دو۔ دکھی کو دو۔ ذوی القربیٰ کو دو۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ مسنون تسبیح اور کلام شریف اور دعاؤں کے بعد اپنی زبان میں بھی عرض معروض کرو تاکہ دلوں پر رقت طاری ہو۔ غریبی میں۔ امیری میں مشکلات میں۔ مقدمات میں ہر حالت میں مستقل رہو اور صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ تقوے کا ابتدا اور دعا خیرات اور صدقہ سے ہے اور آخر ان لوگوں میں شامل ہونے سے ہے جن کی نسبت فرمایا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر استقامت دکھلائی۔ تقوے کرنے کے حکم کے بعد یہ حکم ہے کہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد چاہئے کہ ہر ایک نفس دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا طیاری کی ہے۔ انسان کے ساتھ ایک نفس لگا ہوا ہے۔ جو ہر وقت متبدل ہے کیونکہ جسم انسانی ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے۔ جب اس نفس کے واسطے جو ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے اور اس کے ذرات جدا ہوتے جاتے ہیں اس قدر طیاریاں کی جاتی ہیں۔ اور اس کی حفاظت کے واسطے سامان مہیا کئے جاتے ہیں تو پھر کس قدر طیاری اس نفس کے واسطے ہونی چاہئے جس کے ذمہ موت کے بعد کی جوابدہی لازم ہے اس آنی فنا والے جسم کے واسطے جتنا فکر کیا جاتا ہے کاش کہ اتنا فکر اس نفس کے واسطے کیا جاوے۔ جو کہ جوابدہی کرنیوالا ہے ان اللہ خبیر بما تعملون۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے۔ اس آگاہی کا لحاظ کرنے سے آخر کسی نہ کسی وقت فطرت انسانی جاگ کر اسے ملامت کرتی ہے اور گناہوں میں سے گرنے سے بچاتی ہے۔

اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم تقوےٰ اختیار کرو۔ اور سیدھی بات بولو۔ تو خدا تعالیٰ تمہاری کمزوریوں کو معاف کرے گا اور تمہاری غلطیوں کی سنوار اور اصلاح ہو جائے گی۔ انسان کو چاہئے کہ ہر وقت اپنے اعمال کی اصلاح میں کوشش کرتا رہے جب مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو انسان کے حقیقی اعمال جو خدا تعالیٰ کے نزدیک پسند یا غیر پسند ہوں پیش ہوتے ہیں نہ کہ وہ اعمال جو لوگوں کے سامنے وہ دکھاتا اور ظاہر کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو کہ اس نے آدم کو پیدا کیا اور اس سے بہت مخلوق پھیلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکات پر اس کا خاص فضل ہوا اور ابراہیم کو اس قدر اولاد دی گئی کہ اس کی قوم آج تک گنی نہیں جاتی اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا نے ہمارے امام کو بھی آدم کہا ہے اور بث منھما رجالاً کثیرا کی آیت ظاہر کرتی ہے۔ کہ اس آدم کی اولاد بھی دنیا میں اسی طرح پھیلنے والی ہے۔ میرا ایمان ہے۔ کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ پیدا ہوں

---

[1] ترجمہ۔ سب حمد اللہ کے لئے ہے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اسی کی مدد چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی بدیوں سے۔ جسے خدا تعالیٰ ہدایت یافتہ ٹھہرائے اسے کوئی گمراہ نہیں ٹھہرا سکتا اور جسے خدا تعالیٰ گمراہ کرے۔ اسے کوئی ہدایت یافتہ نہیں ٹھہرا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے ؂ اما بعد۔ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ شیطان دھتکارے ہوئے سے۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے جس نے تمہیں ایک ہی جنس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس سے تم سوال کرتے ہو اور قرابت کا لحاظ رکھو تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور بولو بات سیدھی وہ تمہارے اعمال کی اصلاح کریگا۔ اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ بہت بڑی مراد کو پہنچ گیا۔ اے ایمان لانے والو ڈرو اللہ سے۔ اور چاہئے کہ ہر ایک جی دیکھ لے کہ اس نے کل کیواسطے کیا طیاری کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے ؂

کیونکہ اس کی اولاد اس قسم کے رجال اور نساء پیدا ہونے والی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس کے مکالمات سے مشرف ہونگے مبارک ہیں وہ لوگ۔ مگر یہ باتیں بھی بغیر تقویٰ کے حاصل ہو سکتی ہیں اور تقویٰ ہی کے ذریعہ سے فایدہ پہنچا سکتی ہیں کیونکہ خدا کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ مجھے سب سے بڑھکر جوش اس بات کا ہے۔ کہ میں مسیح موعود کی بیوی بچوں متعلقین اور قادیان میں رہنے والوں کے واسطے دعائیں کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو رجال کثیرًا اور تقوےٰ اللہ والے کے مصداق بنائے۔ آج کی تقریب:۔ ایک خاص خوشی کا موقع ہے اور خاص خوشی خان صاحب نواب محمد علی خان کے لئے ہے کہ خدا نے اپنے فضل سے اُنکی قسمت میں یہ بات کر دی کہ وہ اس تعلق میں شمولیت حاصل کریں۔ آج یہ تقریب ہے کہ ہمارے امام آدم وقت کے اس شریف لڑکے کا نکاح نواب صاحب کی اکلوتی بیٹی زینب کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس کا مہر وہی ایک ہزار روپیہ مقرر کیا جاتا ہے جو کہ حضرت کے دوسرے لڑکوں کا مقرر ہوا ہے کیا آپ کو (نواب صاحب کی طرف توجہ کرکے) منظور ہے (نواب صاحب نے کہا منظور ہے پھر صاحبزادہ شریف احمد سے پوچھا گیا اُس نے بھی کہا منظور ہے۔) اس کے بعد حضرت نے بمعہ جماعت دُعا کی۔

ما را بہ سر فتادہ آں سایہ ہمایوں — بر زق دولت با فرخندہ شہ بر آمد
آں شاہ گر گورنر گشتہ دو سایہ بر ما — گویا کہ بر سپہر با بال ہما بر آمد
نوشیروان ثانی کاندر زمان عدلش — با شیر گوسپندے در مشربے در آمد
آفاق شد معنبر آمد بدہر خوشبو — اخلاق بر طبع با کش انساں مسطر آمد
آں حاجیاں سر حد جش ہمی سرائند — کز بہر حج کعبہ بارے دبار آمد
حاتم کہ بود مردے مرد خدا ہمیں است — آں داستان حاتم یارانہ باور آمد
ایں ظل سرور ما آمد چو بدر کامل — ادورڈ قیصر با خورشید انور آمد
ایں سرورے کہ او را سرہا بزیر فرماں — آں قیصرے کہ پا کش بالائی ہر سر آمد
شاہنشہے کہ خلقے مدحت سرائے ملکش — آں امیرے کہ ملکے او را ستا گر آمد
در ملک او ہمیشہ مہر منیر تابد — خورشید دولت او بر ہفت کشور آمد
گردنکشے ز تختش باشد سیاہ بختے — فرماں برے بحکمش فرخندہ اختر آمد
آئیم سوئے مطلب گوئیم فاش رازے — تنہا نہ لارڈ منٹو جنرل گورنر آمد
بل جد امجدش کو ہم بود لارڈ منٹو — جنرل گورنری ہم او را بہ منبر آمد
آں وقت بود نیکو ہنگام بس مبارک — سرکار انگلیشی بر ما مظفر آمد
چوں دست یافت بر با غارتگری ملکی — با لشکرے بزرگے سالار لشکر آمد
آراست بر تہائے جنگی بصد شکوہے — در جنب ایں حریفاں با شوکت و فر آمد
پنجاب را بغارت بردہ چو دست غارت — با چشم خونفشانے با دیدہ تر آمد
یاداش یافت ہر یک زیں سرکشان باغی — بر وفق فعل ایشاں انجام کیفر آمد
زینساں چو دولت او زد سکہ حکومت — آخر حدود ملکی یکسر مسخر آمد
آید ہمیں دعائے از ما بلب کہ بادا — ایں سلطنت کہ اندر مقبول داور آمد
والیٔ ایں ریاست صد ہا زباں شورش — چوں بندگان مخلص ابے بندہ پرور آمد
زیبد ہزار نازش فرمانروئے ما را — کاندر زبان ہرکس ایں مدعا بر آمد
گوئیم صد مبارک در پیش روئے آقا — کایں پیکر تمنا اینک ز در در آمد

در خیر مقدم او دُر ہا نثار کردہ
ثاقب چو بہ درم او با سلک گوہر آمد

آزاد ہو کر دوا بیٹھے والیض کو اس طرح ادا کرتا تھا کہ اکثر او قات گورنمنٹ اخبار اُس کی بے باکی سے مرعوب ہو جاتے تھے مگر ہندوستانی پریس کی دقتوں نے بالآخر وہ اسباب جمع کر دیے جو اخباری حیات کے لئے عموماً مہلک ثابت ہوے ہیں مجبوراً اخبار کو

بیالیس برس

کے بعد بند کردینا پڑا اور ساڑھے تین برس سے زیادہ زمانہ ہو چکا ہے کہ خاموشی کے ساتھ زمانہ مناسب کا منتظر ہے۔

مگر اب حالات زمانہ کے ساتھ مذاق اور مذاق کے ساتھ ضرورتیں بھی متغیر ہو گئی ہیں پولٹیکل معاملات و تعلقات کی تازہ پیچیدگیوں نے کئی سال سے بنگال کو **جوان ہند** کا ایک نازک ترین حصہ بنا دیا ہے اس لئے سخت ضرورت ہے کہ بنگال کا **اسلامی حصہ** کسی موثر اخباری قوت سے خالی نہ رہے اور اسی لئے قطعی ارادہ ہے کہ **۱۵** جنوری ۱۹۰۷ء سے مرحوم **دارالسلطنت** کو دوبارہ زندہ کر کے اس اشد ضرورت کو پورا کیا جائے۔

مسلمانان ہند کی فائدہ بخش حمایت اور اصلاح اس کا ہمیشہ نصب العین رہے گا اور مقامی پولٹیکل کشمکش میں قوم کو پُرامن زندگی بسر کرنے کا مشورہ دینا مقصد اولین۔

خط و کتابت اس پتہ سے پروپرائٹر کے نام کیجاے
نمبر (۱۶) دھرمتلا این کولھوٹولہ کلکتہ

ریمارک

ذوالفقار حیدری ۔ یہ ضخیم کتاب خنون آریہ دھرم پال کی تہذیب جلد اوّل کا ترکی بترکی جواب ہے اور اس میں مصنف نے کمال کیا ہے کہ اول دھرم پال کے ہر اعتراض کو سوامی دیانند صاحب کی لائف کے مسلمہ واقعات و دیگر انہیں پر چسپاں کیا ہے اور پھر معقول طور پر اُن کے اعتراضوں کی علمی اور فلسفیانہ رنگ میں تردید کی ہے یہ کتاب بھی اسرار قدم کے معزز مصنف نے لکھی ہے اس کی قیمت عمہ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

رسوم جاہلیت ۔ یہ کتاب جو ۱۶۴ صفحہ پر عمدہ کاغذ پر خوشخط چھاپی گئی ہے مولوی نجم الدین صاحب سیوہاری نے مرتب کی ہے اور دار الکتب انجمنیہ لاہور نے چھپا کر اسے شایع کیا ہے قیمت عہ رکھی ہے اس لحاظ سے کہ اس قسم کی کتابوں کا مذاق ناولوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے یہ قیمت زیادہ نہیں ہے۔ میری اپنی رائے میں جو لوگ کسی کتاب کو قیمت کے سوال سے جانچنا چاہتے ہیں۔ انھیں **علمی مذاق** کی چاشنی نہیں ہوتی بہرحال قرآن کریم کے بعض مقامات کے سمجھنے کے لئے ایام جاہلیت کے رسومات سے ضرور واقفیت ہونی چاہیے۔ اس بنا پر یہ کتاب مفید ہے۔ دار الکتب انجمنیہ لاہور سے ملیگی ؞

قصیدہ خیر مقدم

ورود میمنت آمود ہز ایکسیلینسی لارڈ منٹو بہادر وائسرائے کشور ہند ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ در دار الریاست مالیر کوٹلہ

[جو حسب الحکم ہز ہائی نس نواب احمد علی خان بہادر فرماں روائے ریاست دام اقبالہٗ منشی فاضل محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی نے عرض کیا]

باشان خسروانی با تاج زر بر آمد — بر تخت آسمانی چوں شاہ خاور آمد
از بہر قطع ظلمت آں چشمہ منور — با تیغہائے زریں از تیغ کہ بر آمد
بر یک ہزار نہ صد شش سال عیسوی بد — بست و ششم چو روز ماہ نو بر آمد
در گوش ما رسید آں دل کشا نویدے — کز سمع او ہماں دم گوش عدو کر آمد
آمد بوجد ہر یک چوں صوفیان صافی — دل از خوشدلی با نغمہ از بر آمد
دریائے مدح جوشاں با شوکت و روانی — مواج ہم چو دریا طبع سخنور آمد
یعنے دریں زمانے آں شاہد تمنا — چوں ماہتاب روشن از زیر چادر آمد
چوں چشمہائے ما بُد در انتظار بر در — با شان دلربائی آں ماہ در نظر آمد
بودیم دیدہ ہا وا چوں ماہ عید اعدا — ناگہ بحسن و خوبی آں شاہ پیکر آمد
بر بام چرخ رفتہ آوازہ سلامی — نواب ہمی و یک چوں با شان و فر بر آمد
مالیر کوٹلہ شد رشک ارم ز بہجت — در وے چو لارڈ منٹو آں ظل قیصر آمد
آں نائب حکومت آں ملک را نگہباں — اقلیم ہند را کو جنرل گورنر آمد

دارُ السلطنت

کلکتہ

ہفتہ وار

پروپرائٹر۔ مولوی عبد اللطیف صاحب خلف الصدق مولوی عبد الباری مرحوم و مغفور ایڈیٹر ابو الکلام آزاد دہلوی۔ قیمت سالانہ مع محصول چھ روپیہ۔

کلکتہ کے اُن قدیم اخباروں میں جو عرصہ تک ملک و قوم کی خدمت انجام دیتے رہے۔

دارُ السلطنت

ایک خاص امتیاز رکھتا تھا ہندوستان میں اب تک اخبار سے ایک تجارتی شغل کا کام لیا گیا ہے لیکن دار السلطنت (ہی) ایک ایسا اخبار تھا جس کا پروپرائٹر اپنے مقاصد کو تجارتی توقعات کی آمیزش سے محفوظ رکھکر ہر ہفتہ کا مخاطب ہوا یہی وجہ تھی کہ تجارتی امیدوں کی کشش ہاتھ اور دباؤ سے

وطن کا عذر نامعقول
نمبر ۲

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اس سے پہلے نمبر میں جو ہم نے وطن کے عذر نامعقول دکھلائے ہیں اُن میں بہت مختصر بحث اس امر پر کی گئی تھی کہ وطن نے جو کچھ اپنی **کفر فروشی - اشاعت کفر - امداد کفر** - کے معقول الزام اور قابل گرفت اعتراض کی تردید میں لکھا ہے محض فضول اور نامعقول ہونے کے علاوہ اُس کی **کینہ توزی - حسد - بغض** - اور بے جا **پُرخاش** کے نتائج ہیں جو اُس کو اسلام اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی نسبت ہے جس کا بڑا ثبوت اور بیّن دلیل یہ ہے کہ وطن کے نزدیک آں حضرت صلعم قرآن کریم اور اسلام کی توہین و تردید کرنے والی کتابیں **نادر** اور **مفید** اور اسلامی کتابیں ہیں - اور کہ اس کفر فروشی کے داغ کو محو کرنے کی خاطر جو کچھ اُس نے عذر و بہانے کئے ہیں یعنے سلطان المعظم کی توہین اور نقاش کی مضمون نگاری اور ریویو کی عدم امداد وغیرہ وہ صرف دھوکا دہی ہے اور اصل حقیقت یہ ہے کہ الحکم کے اس معقول اور قابل گرفت اعتراض کا جواب وطن سے بن نہیں سکا اور نہ بن سکتا ہے اس نمبر سے پہلے اگرچہ ہم نے اس بات کا کافی ثبوت دیدیا ہے کہ سلطان المعظم اور آں حضرت صلعم - ان دونوں میں سے کون زیادہ وطن کو محبوب ہے اور کس کی اس کے دل میں زیادہ چاہ اور محبت ہے؟ مگر تاہم ہم کسی قدر مزید بحث کر کے اس میں دکھلانا چاہتے ہیں کہ سلطان المعظم کی نسبت زیادہ دل چسپی رکھنے کا ان ٹو اسٹرکٹ راز کیا ہے؟ جس کے سبب سے سلطان المعظم کی نسبت صحیح الفاظ کہنا بھی وطن کے نزدیک زہر ہلاہل سے زیادہ ہیں اور قرآن پاک اور آں حضرت صلعم اور اسلام جیسے مقدس مذہب و ملت کی نسبت توہین و تردید والی کتابیں نہ صرف عمدہ بلکہ **مفید** اور **نادر** ہیں اور یہ ہوا ہے کہ ایک مولوی اور قومی خادم کہلانے والا عیسائیوں سے زیادہ قیمت پر انکو فروخت کرے گا مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ ہونے میں مدد دے - وطن کے نزدیک جو کتابیں **نادر** اور **مفید** اور **اسلامی** کتابیں ہیں انکی قیمت جو عیسائی لیتے ہیں اور جو کچھ وطن نے مقرر کر کے رعایتی قیمت کا احسان جتایا ہے اس پر غور کرنے سے اگرچہ موٹی عقل والا یہی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ وطن کا اصل مدعا حضرت زر ہے جس کی خاطر جناب کو ایسی ایسی نالائق کتابوں کو نادر اور **مفید** بنانا پڑا - مگر تاہم اس بات پر بھی نظر کرنا مناسب ہے جو ذیل میں گذارش کی جاتی ہے - وطن کا مقصد اعلیٰ ٹرکی کی نسبت زیادہ دلچسپی لینا ہے اس لئے آئے دن اخبار میں ٹرکی کے متعلق حالات اخبار میں درج ہوتے ہیں اور یہ بھی وطن اپنا مقصد اعلیٰ سمجھتا ہے کہ اگر کوئی عیسائی پرچہ حضرت سلطان المعظم کی نسبت کوئی اعتراض کرے تو جھٹ اُس کا جواب دیکر اُس کے اعتراض کو غلط ثابت کر کے دکھلا دیوے کہ وہ اعتراض غلط ہی اگرچہ وہ اعتراض کسی صحیح واقعہ پر مبنی کیوں نہو - مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر کوئی اعتراض کیا جاوے تو وہ مذہبی مناقشات کی ذیل میں رکھکر اس قابل نہیں ہوتا کہ جواب دیا جاوے - ہاں ایسے ایسے اعتراضات کا وطن میں شایع ہونا وطن کے نزدیک مذہبی مناقشات میں داخل نہیں - جیسا کہ پچھلے دنوں درود شریف پر ایک صاحب کا اعتراض وطن نے شایع کرنا اپنا فرض خیال کیا تھا مگر ساتھ ہی اُس کے اُس کا جواب دینا باوجود مولوی ہونے کے مقاصد و اغراض اخبار وطن کے خلاف اور مذہبی مناقشات سمجھکر شایع کرنا مناسب نہ سمجھا - جسکا بالآخر ایک مسلمان نے یعنے جناب مولانا مولوی محمد الدین صاحب واعظ انجمن حمایت اسلام نے محض اسلامی محبت اور جوش سے جواب دیکر دکھلا دیا تھا کہ اعتراض مذکور بالکل کم عقلی پر مبنی ہے -

وطن نے الحکم کے اعتراض اشاعت کفر و کفر فروشی پر سلطان المعظم کی توہین کا بیجا الزام کیوں لگایا؟ محض اس لئے کہ اس صورت میں تمام مسلمان بھڑک اُٹھیں اور اصل بات خبط ہو جاوے اور اُسپر کسی کی نظر نہ رہے چنانچہ آپ نے اپنی چال میں کامیاب ہونے کی خاطر مضمون کو اس طرح شروع کیا ہے کہ "بعض مدعیان تائید اسلام کو اسلام اور مسلمانوں سے درحقیقت جتنی کچھ الفت اور اخلاص ہے وہ مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے" پھر اس اقتباس میں حضرت اقدس جری اللہ کے وہ الفاظ تحریر کئے ہیں جو حضور مقدس نے کسی وقت سلطان المعظم کے تذکرہ کے وقت سلطان کی نسبت بیان فرمائے تھے جن کا خلاصہ وہ ہے جیسا اس سے پہلے نمبر میں ہم نے بحث کر کے ثابت کر دیا ہے کہ فی الحقیقت وہ الفاظ بالکل سچے اور راستی سے مملو ہیں اور کہ اُن میں کسی طرح کا تصنع نہیں ہے - مگر یہ لوگ جن کو سلطان پرستی کا مرض لگا ہوا ہے اُن کے نزدیک سچی بات بھی توہین میں داخل ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ صرف یہ کہ اس طرح وطن کا جادو اُس کے ناظرین پر چل سکیگا اور اُس کی قابل شرم اور لائق نفرین سوداگری کا راز چھپ جاویگا یعنے جو ہیں سلطان المعظم کی توہین کا لفظ ناظرین وطن بلاحظہ فرماویں گے فوراً اپنے جامے سے باہر ہو کر احمدیوں پر تبرا بازی شروع کر دینگے اور اس طرح وطن کی قابل شرم حرکت کی طرف کسی کی نظر نہ رہے گی اور اس چال کو زیادہ مصالحہ دار بنانے کی خاطر وطن ایک اَور بھی چال چلا ہے یعنے یہ بھی ذکر کر دیا ہے کہ "یہ بھی خبر ہے کہ میرزا صاحب اور اُن کی جماعت نے ابھی سلطان المعظم کو صرف روحانیت سے خالی بتلایا ہے" اور کہ "اگر امیر عبدالرحمن خان مرحوم کی طرح یا دیگر بادشاہان اسلام اور چند ہزار کے سوا باقی تمام مسلمانان عالم کو کافر مطلق کہدیتے تو کیا کوئی اُن کی زبان پکڑ لیتا" اس فقرہ سے وطن نے لوگوں کو اس طرح پر بھڑکانا چاہا ہے کہ گویا میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس قسم کی ہے کہ اُن کا کام ہی صرف یہ ہے کہ مسلمانان عالم اور شاہان اسلام کو کافر مطلق بنانے کے درپے رہا کرتے ہیں - مگر یہ ایسا سفید جھوٹ ہے کہ اگر اس جھوٹ کو ترازو کے ایک پلے میں میں رکھا جاوے اور دوسری طرف کسی نہایت جھوٹے شخص کے جھوٹ اکٹھے کر کے رکھے جاویں تو اس دروغ بیفروغ والا پلا بھاری ہوگا - کیا فی الحقیقت میرزا صاحب اور اُن کا پاک گروہ اسی قسم کا سخت ہے کہ اِن بیچاروں پر جو دن رات سلطان المعظم کی بیجا حمایت کا دعوےٰ کرتے ہیں اُن پر کفر کا فتوےٰ لگا رہتا ہے یا اُن لوگوں نے خود سبقت کر کے اپنے پیروں پر کلہاڑی مار کر اپنے اوپر کفر کا فتوےٰ چسپاں کرا لیا ہے؟ کیا میرزا صاحب کے ہاں سے باقاعدہ کفر کے فتوے مسلمانان عالم کے لئے تیار ہو کر نکلا کرتے ہیں یا اُن مولوی صاحبان کی طرف سے جنہوں نے حال میں وطن پر بھی اس کی قابل شرم سوداگری پر کفر کا فتوےٰ لگا کر اُس کو ابوجہل وغیرہ سے تشبیہ دی ہے؟ پھر جب یہ بات ثابت شدہ ہے کہ میرزا صاحب کی درگاہ سے ہرگز ہرگز مُہریں لگ کر فتوے شایع نہیں ہوتے تو ایسا سخت اور گمراہی میں غلطان و پیچان کرنیوالا جھوٹ بولنا کس حب الوطنی کا نام ہے؟ کیا وطن اسی پوزیشن پر اسلام کی اور سلطان المعظم کی حمایت کا دعوے دار بنتا ہے کہ وہ ایسا صریح اور گندہ جھوٹ بولنے سے بھی پرہیز نہیں کرتا جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں ہے - میرزا صاحب قبلہ نے ہرگز ہرگز کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا اور نہ میرزا صاحب کا منصب ہے کہ لوگوں کو کافر بنائیں کیونکہ میرزا صاحب قبلہ انبیاء علیہم السلام کی طرح لوگوں کو مومن مسلمان بنانے کے لئے آئے ہیں نہ کہ کافر اور بے دین - بس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرزا صاحب یا اُن کی برگزیدہ جماعت کفر کے فتوے لگانے میں ہی اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر دے - کیا دوسرے مولوی صاحبان جنہوں نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا ہے وہ اس کام کے لئے بس نہیں ہیں جو میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس ناگوار بوجھ کو اُٹھا دیں؟ ایسی حالت میں مولوی صاحبان نے جس عالی حوصلگی اور فراخدلی سے وطن کے ایڈیٹر کی نالائق حرکت پر فتوے لگایا ہے وہ اس کی کافی دلیل ہے کہ مولوی صاحبان ہرگز ہرگز اس کام سے تھک نہیں گئے پھر بھلا کیا ضرورت ہے کہ میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس کام کے درپے ہو کہ جو اُن کا نہ تو حق ہی ہے اور زیادہ بحالت موجودہ اس کے اہل ہیں - میرزا صاحب کا وجود مثل انبیاء علیہم السلام کے ہے یعنے جس طرح پھر انبیاء علیہم السلام لوگوں کو مومن مسلمان بنانے کے لئے آتے رہے ہیں اور اُن پر ایمان لانے والے اور اُن کی ہدایات پر عمل کرنے والوں کا نام مومن اور منکروں اور معاندوں کا نام کافر خدا کے کلام نے رکھا اسی طرح میرزا صاحب قبلہ کے منکروں اور معاندوں نے خود بخود سبقت کر کے میرزا صاحب پر کفر کا فتوےٰ لگا کر بموجب حدیث نبوی کے کافر بن گئے ورنہ یہ بات ہرگز نہیں ہوئی کہ میرزا صاحب یا اُن کے مریدوں نے مولوی صاحبان کی طرح مسلمانان عالم کے کافر بنانے میں سبقت کی ہو -

پھر وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب رقم طراز ہیں کہ "جو جماعت مسلمانوں کی دل آزاری کا عزم بالجزم کر چکی ہے وہ مسلمانان عالم کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر سے اپنی غرض

مگر وہ کو پورا کرنے سے کبھی چوکی ہو۔ یہ بھی اُس داغ کے محو کرنے اور لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے اور جماعت احمدیہ پر تبرّا کرنے کا ایک گُر ہے جو وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب نے بیان فرمایا ہے یعنے وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب یہ ثابت کرتے ہیں کہ وطن کی اشاعت کفر و کفر فروشی پر جو الحکم نے اعتراض کیا ہے کہ اُس نے اسلام کی تردید اور آں حضرت صلعم و اسلام کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید** اور **اسلامی** کتابیں ظاہر کر کے عیسائیوں سے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کر کے مسلمانوں پر احسان جتایا ہے کہ گویا وہ رعایتی قیمت پر فروخت کر کے مسلمانوں پر احسان کر رہا ہے۔ بنابریں آپ بیان فرماتے ہیں کہ احمدی جماعت کا کام دراصل مسلمانوں کی دل آزاری ہے اور کہ وہ مسلمانوں کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر کرنے سے اپنی غرض مکروہ کو پورا کرنا چاہتے ہیں کیا معنے؟ کہ جو اعتراض الحکم نے وطن کی قابل شرم سوداگری پر اُٹھایا ہے وہ تو قابل شرم اور لائق نفرین کام نہیں ہے مگر احمدی جماعت کا ایسی سوداگری پر اعتراض اُٹھانا صرف مسلمانوں کی دل آزاری اور مسلمانوں کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر کے لئے ہے۔ تعجب کہ اسلام کی توہین اور آنحضرت صلعم کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید** بیان کر کے بیچنے پر اعتراض کرنے سے میاں وطن کی گول منطق میں مسلمانان عالم کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر ہوتی ہے!! کیوں نہ ہو! اس جملہ سے وطن کے لائق فائق ایڈیٹر صاحب گویا اِن ڈائرکٹ ثابت کرتے ہیں کہ وطن کا وجود مسلمانان عالم کا وجود ہے اور وطن پر اعتراض کرنے سے جو کچھ وطن کی دل آزاری ہوتی ہے محض اس لئے کہ اُس کو بہت سا مالی نقصان پہنچا اس لئے وہ دل آزاری مسلمانان عالم کی بھی ہے اور کہ اس سے گویا آپ یہ بھی ثبوت بہم پہنچا کر جمع کرتے ہیں کہ دراصل وطن کا لائق ایڈیٹر خود کچھ بھی نہیں کرتا بلکہ وطن سے جو کچھ سرزد ہوتا ہے چونکہ وہ مسلمانان عالم کا ساختہ پرداختہ ہوتا ہے اس لئے وطن کا آں حضرت صلعم اور اسلام و قرآن کی توہین آمیز کتابوں کو **نادر** اور **مفید** اور **اسلامی** کتابیں بیان کرنا ..... دراصل مسلمانان عالم کا کام ہے نہ کہ صرف وطن کے لائق ایڈیٹر کا۔ ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ تدبیر کیوں اختیار کی گئی؟ محض اس لئے کہ مسلمانان عالم بھڑک جاویں اور

اصل بات خبط ہو کر وطن کی قابل شرم حرکت پر پردہ پڑ جاوے۔ اور اس کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ سلطان المعظم کی توہین اس جماعت کے لئے کوئی نیا امر نہیں اس برگزیدہ ایزدی کی تحقیر و تذلیل ایک عرصہ سے اُن کا جزو ایمان ہو رہی ہے۔ کیا مطلب؟ یہ کہ اگر وطن کے لائق ایڈیٹر نے آں حضرت صلعم اور قرآن و اسلام کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید** اور **اسلامی** کتابیں بیان کر کے فروخت کرنا چاہا تو کون سا عیب ہو گیا۔ درآں حالیکہ احمدی جماعت سلطان المعظم کی توہین و تحقیر کرنا اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ اب ہر ایک عقلمند انسان اس سے بآسانی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ گویا وطن کے نزدیک آنحضرت صلعم کا مرتبہ اور وقار سلطان المعظم کے برابر بھی نہیں اپنے سلطان کی نسبت صحیح اور درست الفاظ تو توہین و تحقیر ہیں مگر بیچارے آنحضرت صلعم کی توہین و تحقیر سے بھری ہوئی کتابیں **نادر اور مفید** ہیں۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اُن الفاظ کو ذیل میں درج کر دیں کہ جو وطن کے نزدیک توہین و تحقیر میں داخل ہیں اور جس کے سبب اُس کی چھاتی پر سانپ لوٹنے لگے اور اُس نے اسکا بدلہ یوں نکالکر اپنے جلے دل کے پھپھولے توڑنا مناسب سمجھا کہ آنحضرت صلعم و قرآن و اسلام کی تحقیر و توہین سے ملو کتابوں کو **نادر اور مفید** اور **اسلامی** کتابیں بیان کر کے روشن دماغ انگریزی خوانوں کو اسلام سے برگشتہ کر کے مسٹر دلاور حسین کا ثانی بنا دے اور وہ الفاظ جو حضرت اقدس نے بیان فرمائے تھے یہ ہیں کہ سلطان المعظم میں روحانیت نہیں معلوم ہوتی ورنہ وہ یورپ کا محتاج نہ ہوتا اور کہ آج تک اُس سے بدوؤں کا انتظام نہ ہو سکا ہر سال غریب حاجی اس کثرت کے ساتھ قتل کئے جاتے اور لوٹے جاتے ہیں اور وہ کچھ انسداد نہیں کر سکتا۔ اگر اُس میں اسلامی روحانیت ہوتی تو وہ اکیلا بیس سلطنتوں کے لئے کافی تھا چہ جائے کہ اب اپنی سلطنت سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے۔ اور کہ یہ سب مخلوق خدا تعالیٰ کی ہے اور سب دل خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ سب پر غالب ہے جو **خدا کا بنتا ہے خدا اُسے سب پر غالب کر دیتا ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا**

اب ایک صاف دل انسان غور کر کے سوچ سکتا ہے کہ حضرت اقدس میرزا صاحب نے کونسی ان الفاظ کے بیان کرنے میں غلط بات بیان کی اور کونسی بھُس میں چنگی ملا دی جس سے سلطان المعظم کی تحقیر و توہین ہو گئی جو وطن کے لئے زہر ہلاہل کا کام دکھلا گیا یا جسکے سبب وطن کے ایڈیٹر کے سینہ پر سانپ لوٹنے لگی؟ افسوس کہ سچی اور واقعی بات جیسے کہ ہم اس سے پہلے مضمون میں بحث کر کے ثابت کر چکے ہیں موجب توہین ہو جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن و اسلام کی توہین آمیز کتابوں کو **نادر اور مفید** و **اسلامی** کتابیں بیان کر کے فروخت کرنا توہین و تحقیر اسلام میں داخل نہیں بلکہ وہ ادنیٰ ترین خادم قوم کی اعلےٰ درجہ کی خدمت اسلامی اور حب الوطنی کی واضح اور بیّن دلیل ہو۔ العجب ثم العجب!! کیا وطن کی نظر میں دُنیا میں اسقدر موٹی عقل والے ہی رہ گئے ہیں جو اس بات میں فرق نہ کر سکینگے کہ آنحضرت صلعم جو سارے جہان کے سردار اور سرتاج اور وطن کی فرضی اور من گھڑت روحانی سرتاج کے بھی روحانی سرتاج و سردار ہیں اُن کی توہین و تحقیر سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید** اور **اسلامی** کتابیں بیان کرنا اسلامی خدمت ہے اور سلطان کی نسبت صحیح اور واقعی الفاظ بیان کرنا توہین و تحقیر میں داخل ہیں؟ غضب! کہ سلطان المعظم کے لئے یہ جوش اور محبت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن اور اسلام کے لئے یہ بے ہوشی اور عدم محبت!! آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بے جوشی اور عدم محبت ثابت کرتی ہے کہ دراصل سلطان المعظم کے نام سے دولت کمانے کا ہی ایک حیلہ و بہانہ ہے ورنہ اگر فی الواقع ہی وطن کو سلطان المعظم سے محض اسلامی اخوت کی بنا پر ہمدردی ہوتی تو آنحضرت صلعم کی توہین و تحقیر سے ملو کتابیں **نادر اور مفید** بیان کر کے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کرنے کا ٹھیکہ ہرگز ہرگز نہ لیتا۔ غرضیکہ سلطان المعظم کی نسبت وہ بے جا جوش اور آنحضرت صلعم کے لئے یہ بے جا کار روائی ثابت کرتی ہے کہ وطن اسلام کے اور مسلمانان عالم کے سردار و سرتاج اور قبلہ و کعبہ و برگزیدہ رب العالمین محبوب الٰہی و مقبول ایزدی کی تحقیر و توہین سے مملو کتابوں کو عمداً

نادر اور مفید اور **اسلامی** کتابیں بیان کر کے مسلمانان عالم کی توہین و دلآزاری کا ٹھیکہ لینے کے بعد الحکم کے اعتراض کرنے پر اس برص کے داغ کو چھپانے کی خاطر محض فضول اور نامعقول حیلے و بہانے تراش کر ثابت کر رہا ہے کہ دراصل سلطان کی بیجا حمایت محض زر کھینچنے کی خاطر کر رہا ہے۔ اور اس پر ایک واضح اور بیّن دلیل یہ بھی ہے کہ جب ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کا سوال آیا.... تو اُس نے ریویو کی نسبت اپنی یہ رائے ظاہر کی اور کرتا رہا کہ "ہم احمدی احباب کے خاص معتقدات سے مخالف ہونے کے باوجود یہ لکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ یہ رسالہ بڑے **پایہ کا رسالہ ہے اس کی تحقیقات مسئلہ اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے**"۔ اور جب الحکم کی طرف سے اُس کی قابل شرم سوداگری کا راز فاش کیا گیا جس سے اُس کی بہت سی ... آمدنی کا نقصان ہوا تو اپنی پہلی رائے کا بڑی صفائی سے خاکہ اُڑانے کے درپے ہو گیا یعنے وطن اپنی سابقہ رائے کے خلاف دوسری رائے یہ ظاہر کرتا ہے کہ "کیونکہ خدمت قوم کے علاوہ اس ایک **جرم کبیرہ** کا بھی وہ مرتکب ہو چکا ہے کہ اُس نے کیوں (**مستوجب کفر**) مسلمانوں کا ہزارہا روپیہ ایک قادیانی رسالہ کی توسیع اور **عام مسلمانوں کی خرابی عقاید** کے لئے اُن کے تصرف میں نہ جانے دیا"۔ اس عبارت سے گویا آپ ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی رسالہ ریویو مستوجب کفر اور عام مسلمانوں کی خرابی عقاید کا موجب ہے" مگر اس سے پہلے وہی رسالہ وصول ہونے پر بڑے پایہ کا رسالہ تھا اور اُس کی تحقیقات اسلام کے متعلق نہایت فلسفیانہ اور عمیق تھی جیسے کہ اس زمانہ میں درکار ہے" باوجود ان دورنگی بیانات کے آپ پیسہ اخبار کو نصیحت کرتے ہیں کہ پیسہ اخبار کو چاہئے کہ دورنگی چھوڑ دے۔ مگر جب وطن خود پیسہ کی خاطر پہلے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے جس کو وہ دراصل سچی رائے نہیں سمجھتا اور دوسری رائے سے اُس کو محض غلط ثابت کرتا ہے تو اُس کو کیونکر جرأت ہو گئی کہ وہ دوسرے کو وہ نصیحت کرے جس پر وہ خود عامل نہیں ہے۔ ہاں اسکا یہ سبب بے شک قابل غور ہے کہ پہلی رائے جو کسی مطلب کی خاطر زندہ رہے تھی اس لئے زندہ